

اِنَّ الْمُفْلِحَ لَمِیْثُورٌ مِّنْ لِّیْسَاءِ: عَسَىٰ اَنْ یَّبْتَغَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تارکاپتہ: الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

لاہور

۱۹۵۳ء

شرح چندہ

سالانہ ۲ روپے

ششماہی ۱۳ روپے

سہ ماہی ۷ روپے

ماہوار ۲ روپے

یوم: - سہ شنبہ

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ

جلد ۱۱۱ ص ۳۲-۳۳ ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء نمبر ۱

اخبار احمدیہ

۱۰ جون ۸ جنوری ۱۹۵۳ء (سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاؤں میں درد بڑھ رہا ہے۔ اور کمر میں بھی کئی سے درد ہے۔ احباب حضور کی صحت کا مدد عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔)

مسٹر قربان علی خاں کا نیا عہدہ

کراچی ۱۲ جنوری۔ گورنر جنرل نے میاں امین الدین کی جگہ مسٹر قربان علی خاں کو پنجاب میں گورنر جنرل کا قائم مقام ایجنٹ اور چیف کسٹمر مقرر کیا ہے۔ میاں امین الدین سندھ میں قائم مقام گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔

کانفیڈریشن طنز کی حکومت پاکستان کی سالمیت کے لئے زبردست خطرہ ہے

لاہور کے ہوائی اڈے پر وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین کا اخبار نویسوں کا خطاب

لاہور ۱۲ جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان الحاج خواجہ ناظم الدین نے کہا ہے کہ کانفیڈریشن قسم کی حکومت سے ملک کی بنیادیں ہی کھوکھلی ہو جائیں گی۔ خواجہ ناظم الدین آج کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچے۔ ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں نے آپ سے پوچھا کہ ۱۹۵۲ء میں لاہور کے مقام پر جو قرارداد منظور ہوئی تھی۔ کیا اس میں پاکستان کو کانفیڈریشن بنانا منظور کیا گیا تھا؟ خواجہ ناظم الدین نے جواب میں کہا کہ ۱۹۵۲ء میں اسمبلیوں کے مسلم لیگی ممبران کی کنونشن میں جو دہلی میں منعقد ہوئی تھی۔ خود قائد اعظم نے اس تجویز کو مسترد کر دیا تھا۔ خواجہ صاحب جموں کو پنجاب مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں جو دستوری سفارشات پر غور کرنے کے لئے طلب کیا گیا ہے ایک تقریر کریں گے۔ اپنے لئے کہا کہ مجھے امید ہے کہ مسلم لیگ کے کونسلروں سے میری جو بات چیت ہوگی۔ اس سے ملک کے مختلف حصوں میں اندر زیادہ مفاہمت پیدا کریں اور ملے گی۔ میرے پنجاب آنے کا مقصد بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی سفارشات کے بارے میں ایک کے ممبروں کو ہم رائے بنانا ہے۔ کیونکہ اسی طرح ٹیونس اور مغرب نتیجے برآمد ہو سکتے ہیں۔ اپنے اہل پنجاب سے دستوری سفارشات کی حمایت اور تعاون کی اپیل بھی کی۔ اپنے یہ اعلان بھی کیا کہ حکومت نے فقیم کی علیحدہ وزارت بنانے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

کراچی میں حالات پوری طرح معمول پر آگئے ہیں

کراچی ۱۲ جنوری۔ کراچی میں اب حالات پوری طرح معمول پر آگئے ہیں۔ لیکن فوج اور پولیس احتیاطی طور پر شہر میں گشت کر رہی ہے۔ کرنیو کے اوقات بھی مزید کمی کر دی گئی ہے۔ آج رات کرنیو رات کے دس بجے سے صبح کے چھ بجے تک رہے گا۔ کل رات جو کرنیو کا جاری کئے گئے تھے۔ وہ آج رات بھی کام آسکیں گے۔ کراچی کے چیف کسٹمر سٹراے۔ ٹی نقوی نے بتایا ہے کہ گذشتہ سہفتہ کے ہنگاموں میں جو اسلحہ لوٹا گیا تھا۔ اس کا چالیس فی صدی سے زیادہ حصہ برآمد کر لیا گیا ہے۔ اسلحہ کے دو کانڈرول کے میان کے مطابق ساڑھے تین سو سے زیادہ ہینڈ ویپس لوٹی گئی تھیں۔ اخبار نویسوں کی ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کل رات بہتر آدمیوں کو کرنیو توڑنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ نیز ان دنوں میں ایک سو مینسٹھ اشخاص قابل دست اندازی پولیس جراثیم کے تحت تین سو چوبیس آدمیوں کو امن وامان میں غل ڈالنے کے باعث اور دو سو چالیس آدمیوں کو کرنیو توڑنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ نیز دو سو سات غنڈوں کو بھی گرفتار کیا گیا اور گڑ بڑ کی وجہ بتاتے ہوئے آپ نے کہا کہ طلباء نے بدھ کے دن جنوس نکالا۔ حالانکہ انہوں نے حکام کو یقین دلایا تھا کہ وہ جو اس ہینڈ نکالیں گے۔ آپ نے کہا کہ طالب علموں کو ان کی خواہش کے مطابق آرام باغ اور جہانگیر پارک میں جلسہ کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ آپ نے پھر اس امر کا اعادہ کیا کہ گڑ بڑ کی ذمہ داریاں یا تو کمیونسٹوں پر عاید ہوتی ہیں۔ یا کمیونسٹوں جیسے خیالات رکھنے والوں پر۔

کراچی سے روانہ ہونے سے قبل ہوائی اڈے پر آپ نے اخبار نویسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ سماجی کونسل مستحکم کسٹمر کے بارے میں کوئی ٹھوس کارروائی کرے۔ اور بے سود بحث و تمحیص میں وقت ضائع نہ کرے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان اس مسئلہ کو پرامن طور پر چکانے میں ہر ممکن طریقہ اختیار کرتا رہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

”وہ زمانہ جس میں آنحضرت مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا۔ کہ جس کی لطافت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور مادی آسمانی کی ارشد صحیح تھی۔ اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقع میں سچی اور ایسی تھی۔ کہ جس کی نہایت ضرورت تھی۔ اور ان تمام امور کی جامع تھی۔ کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں۔ اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دیا تھا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی۔ اور لاکھوں سینوں پر لا الہ الا اللہ کا نقش جما دیا۔ اور جو نبوت کی علت غائی ہوتی ہے۔ یعنی تعلیم اصول نجات کی اس کو ایسا کمال تک پہنچایا۔ جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔“ (دراہم احمدیہ حصہ دوم)

امریکہ کے وزیر خارجہ پاکستان کا دورہ کریں
واشنگٹن ۱۲ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کے ہونے والے وزیر خارجہ مسٹر جان فاسٹر ڈولر موسم بہار میں پاکستان، ہندوستان اور ایشیا کے دوسرے حصوں کا دورہ کریں گے۔ اس دورہ کا مقصد یہ ہو گا کہ وہ دیکھا جائے کہ امریکی حکومت نے کمیونزم کا مقابلہ کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے۔ اس میں یہ ملک کس حد تک مدد دے سکتے ہیں۔

وزیر اعظم اٹلی یونان سے روانہ ہو گئے۔
ایتھنز ۱۲ جنوری۔ اٹلی کے وزیر اعظم یونان میں چار روزہ قیام کے بعد آج ایتھنز سے روانہ ہو گئے۔ مشرقی نیگال اسمبلی کا بجٹ پیش
ڈھاکہ ۱۲ جنوری۔ مشرقی نیگال اسمبلی کا بجٹ پیش
اگلے مہینے کے تیسرے سہفتہ میں شروع ہو رہا ہے

اعلانے کلمۃ الحق کے لئے دو مجاہدین کی بیرونی ممالک روانگی
لاہور ۱۲ جنوری۔ آج صبح پاکستان مسل کے ذریعہ کرم مرزا محمد آدریس صاحب اور کرم مرزا قریبی فیروز محمد الدین صاحب اعلانے کلمۃ الحق کی خاطر علی الترتیب بونیو اور سنگاپور جانے کے لئے کراچی روانہ ہو گئے۔ ہر دو مجاہدین کل چار بجے شام ربوہ سے لاہور پہنچے تھے۔ ان کو الوداع کہنے کے لئے لاہور پہلو سیشن پر جماعت اعدادیہ لاہور کے کثیر احباب جمع تھے۔ جن میں خصوصیت سے کرم الہی صاحب ظفر بیگ سید کرم مولوی امام الدین صاحب بیگ ازاد و نیشیا کرم مولوی عبد الغفور صاحب بیگ سید عالیہ احمدیہ بیگم لاہور اور کرم ڈاکٹر احمد علی صاحب پرنیڈیڈی جماعت احمدیہ حلقہ دہلی دروازہ لاہور قابل ذکر ہیں۔ کرم جو دھری کرم الہی صاحب ظفر نے دعا کرانی۔ اور یہ مجاہدین لغو نہ ہونے تکبیر اسلام زبہ بار۔ احمدیت زبہ باد اور حضرت امیر المؤمنین زبہ باد کے درمیان اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ احباب ہر دو مجاہدین کے تخریرت تمیزل مقصود پر پہنچنے اور میدان تسلیم میں ان مازالمزم پر پیش قدمی

خاص سونے کے بہترین زیورات
فخرت علی بیگم
۳۹ کمرشل بلڈنگ مال روڈ، لاہور
۲۶۲۳

کوئی احمدی تحریک جدید سے باہر نہ رہے

شریف الطبع اور نیک غیر احمدیوں سے بھی مسئلے کا لٹیل

”اے عزیزو! تم احمدیوں میں سے کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیے جو اس تحریک (تحریک جدید) میں شامل نہ ہو۔ اور کوئی ایسا نہ ہونا چاہیے جو وعدہ کر کے اس میں کمزوری دکھائے بلکہ چاہیے کہ کوئی شریف الطبع اور نیک غیر احمدی بھی اس سے باہر نہ رہے خواہ ابھی اسے احمدیہ جماعت میں داخل ہونے کی جرات نہ ہوئی ہو۔“

(سیدنا حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ)

سیکڑ بڑیاں تحریک جدید اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں

”میں ان کارکنوں کو بھی جنہوں نے تحریک جدید کے کام کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے ثواب کا موقعہ دیا ہے۔ وہ بھی بیدار ہوں۔ اور اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں۔ انہیں خدا تعالیٰ نے دوہرے بلکہ تہرے ثواب کا موقعہ عطا کیا ہوا ہے۔“ (سیدنا حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تعالیٰ)

گناہ خطوط کے متعلق ضروری اعلان

حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”ایک شخص نے شکایت کا خط لکھا ہے لیکن نام نہیں لکھا۔ اس طرح لائل پور سے گناہ خط آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہاں منافقت کا کوئی اڑھ ہے۔ اگر ٹرانسٹ ہے اور واقعہ میں کوئی اخلاص ہے تو دلیر سے آگے کیوں نہیں آتے کیا وہ لوگ جن کی شکایت ہے شکایت کنندہ کے نزدیک خدا تعالیٰ سے بڑے ہیں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

زکوٰۃ امام وقت کے پاس آکر کرنی ضروری ہے

قرآن کریم اور احادیث کی رو سے ضروری ہے کہ جب امام وقت موجود ہو تو اسی کے پاس زکوٰۃ ادا کی جائے جو اسے انبیاء سے لے کر تاجران اور شاعت اسلام پر صرف کرے گا۔ بعض احباب جاری جماعت میں ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے طور پر زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔ حالانکہ وہ شرعاً ایسا نہیں کر سکتے ہیں احمدی احباب کی کل زکوٰۃ رتبہ آئی چاہیے۔ اور اگر کوئی صاحب اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ اپنے رشتہ داروں کو دینا چاہتا ہے تو حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تعالیٰ انھیں سے بڑھ کر ناظرین زکوٰۃ رتبہ اجازت کے کو دے سکتے ہیں۔ مگر اپنے طور پر غیر اجازت امام تقسیم نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ رتبہ دینے والے کا تصرف نہیں ہوتا۔ بلکہ امام وقت کا حق ہے کہ وہ مفسد بار میں زکوٰۃ تقسیم کرے۔ (نظامت بیت المال ربوہ)

(حقیقہ لیکر صفحہ ۳)

بگاڑے گا۔ اور مغرب و مشرق میں چر امن لغاؤں ایک خواب سے زیادہ حیثیت اختیار نہیں کر سکتا۔

طائر کہ معکم

مومن کی یہ بھی شان ہے کہ وہ بردوں کے لئے محسوس ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دراصل نخواست تو بردوں کے ساتھ چمٹی ہوتی ہے۔ اور مومن کا سایہ پڑے کہ تو اندر سے باہر آجاتی ہے۔ اور جب اپنی نخواست کا حجازہ اٹھانا پڑتا ہے۔ تو نیکیوں کو کھینچتی ہے۔ کہ تم ہمارے لئے نخواست ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یاسین میں اس کو ذرا واضح طور سے بیان فرمایا ہے۔

قالوا انا تطيرنا بكم لننزلنا
تمتعوا السرجمناكم وليمتنع
مننا عذاب اليم۔ قالوا طائركم
معكم واتن ذكوتكم۔

ترجمہ۔ (کفار نے کہا ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم بازنہ آئے۔ تو ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور ہمارے طرف سے تم کو دردناک عذاب پہنچایا جائے گا۔) (سورہ یاسین) (مترجمین نے کہا تمہاری نخواست تو تمہارے ہی ساتھ چمٹی ہوتی ہے۔ بات اتنی ہے؟)

کتبیں نصیحت کی گئی۔

ثابت ہوا کہ دراصل نخواست بردوں ہی میں ہوتی ہے۔ مگر جب نیکیوں کے سایہ پڑنے سے ابھرتی ہے تو برے سمجھتے ہیں کہ نیکیوں کا دیو ہے۔

چند روز ہوئے ہم نے ذکر کیا تھا۔ کہ ایک مغرب الاخلاق کتا میں بیچنے والا یونانی بیڈ بس کے اڈے سے اس لئے آیا تھا کہ اس روز مردودی صاحب کے فونکائی مطالبہ پر دستخط کرنے والوں میں سے وہاں کوئی نہ تھا۔ کیونکہ احمدی بسوں پر دیو کا چارہ ہے۔ اس کے لئے تو یہ دن منحوس ہونا ہی تھا۔ مگر اس کو تو شاید یہ بات اب بھول چکی ہو۔ اس کے ہزار خاص روز نامہ ”سنیم“ کے مشرک کلف بر طرف“ کو ابھی نہیں بھول سکی۔ چنانچہ ۱۲ جنوری ۱۹۷۷ء (دراصل ۱۲ جنوری) کی اشاعت میں پھر اس کا ذکر لے آئے ہیں اور تاچہ خیراد سے پیچھے نہ رہیں۔ جیل کی زندگی کا اپنا ایک واقعہ بیان کر کے اپنی طبعی نخواست کے رخ سے پردہ اٹھایا ہے کہ ایک سید دارالحدیث کی صحیح شکل دیکھنے کی وجہ سے آپ کو دقت پر کھانا مل سکا۔ اچھا ٹی اور ورائی بھی نسبتی ہوتی ہیں ایک شام طراز صالح قیاری کے مقابلہ میں جیل کا پروردار فرشتہ نہیں تو ادھر کیا ہوتا ہے؟ جیسی روح دیکھتے

تعلیم و تربیت

دنیا میں دہریت کے رنگ کا ڈھکے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”جس شخص کیلئے مذہب کو انسان کے اہم حال کیا گیا ہے وہ عزم منفقود ہے۔ دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی مخلوق کی محبت اور علم اور رحم اور انصاف اور فریبی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت اور راستی جو ایک روح مذہب کی ہے۔ اس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں دیتے پھر لاہور“

آج ان صفات سے منقبت ہو کر باقی دنیا کو اس سے منقبت ہونے کی تلقین جماعت احمدیہ کا کام ہے۔

ناظر تعلیم و تربیت

جہاد کیلئے تیاری ضروری ہے

قرآن کریم کے دلائل کے ساتھ تبلیغ و شاعت اسلام جہاد کبیر کہلاتا ہے۔ لیکن اگر آپ قرآنی دلائل سے بے بہرہ ہوں تو جہاد کبیر میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ پس اس کے لئے مناسب تیاری کی ضرورت ہے۔

جہاد کی تیاری نوٹ کیے۔ اس میں عزم کو بہت حد تک پورا کرنا ہے۔ جملہ تائبین اپنے خدام کو اور امراء و صدر صحابان کو اپنی جماعتوں کے دوستوں کو جہاد کبیر کے لئے تیار کرنے کی غرض سے نوٹ بک زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوائیں۔

اعلان نکاح

میرے رط کے عزیز القدر سید میزاج احمد کے نکاح کا اعلان ڈاکٹر خان صاحب محمد عبداللہ صاحب آن کوٹہ کی صاحبزادی حضرت نسیم بیگم کے ساتھ بعض ایک بڑے روپیہ پر حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تعالیٰ انھیں سے نے ۲۸ دسمبر ۱۹۷۶ء کو فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ جانیوں کے لئے ہر طرح سے مبارک ثابت ہو اور بہترین ثمرات کا حامل ہو آمین آمین ڈاکٹر سید رشید احمد سول ہسپتال کوٹہ

قیمت ۲/۴ روپے درجن اور ۱۷/۱۷ روپے سیکڑہ

خاک و شبیر احمد بی۔ اے

ہیتم تبلیغ مجلس خدام الامم کوٹہ روہ

مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء

ہنگامہ کراچی

وزیر اعظم مہتمم الحاج خواجہ ناظم الدین صاحب نے طلباء کے مطالبات کے متعلق جو اعلان فرمایا ہے وہ نہایت قابلِ تحسین ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ (۱) حالات کے معمول پر آ جانے کے بعد وہ اس تمام معاملہ کی عدالتی تحقیقات کرائیں گے۔ (ب) دو ماہ کے اندر انڈینس ڈھالے اور لاہور کے مادی کر دی جائے گی۔ (ج) ہوسٹلوں کی تعمیر کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے وہ ہوسٹلوں کی تعمیر پر صرف کی جائے گی۔ اور تعمیر کا کام بہت جلد پایہ تکمیل کو پہنچا دیا جائے گا۔ (د) حکومت سکولوں اور کالجوں کے لئے مزید عمارتوں کا انتظام کرے۔ (۲) کسی کے خلاف سیاسی وجوہات کی بناء پر اتقامی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

یہ شک یہ اعلان نہایت قابلِ تحسین ہے۔ مگر اس قسم کے ساتھ ایک نہایت جانگاہ درد کی ٹیس بھی مل جاتی ہے۔ جب ان بچوں کی بے رحمانہ موت اور ان زخمی بچوں کی مصیبت کا خیال آتا ہے۔ جو ہنگامہ کراچی کا شکار ہوئے ہیں۔ بقول روزنامہ "زمیندار" لاہور ایک غیر سرکاری اطلاع کے مطابق ہنگامہ میں ۲۷ آدمی جاں بحق ہوئے ہیں۔ اور ۳۲ زخمی۔ اگر یہ اعداد و شمار درست ہیں تو گویا اس جگہ مرنے والے طفیل ہزاروں پاکستانی گھوم گم کوہ بن گئے ہیں۔ جو دراصل ایک قومی مصیبت سے کسی طرح کم نہیں سمجھی جاسکتی۔ کوئی بدلہ ہے۔ جو اس کی وجہ سے آج غمناک نہیں ہے۔

اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے۔ حقیقی طور پر تو یہ عدالتی تحقیقات کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ البتہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ طلباء کے غیر سیاسی مظاہرہ کا ایسا انجام ظاہر کرتا ہے۔ کہ ضرور آگ کو ہوا دینے والا کوئی عنصر اس کی پشت پر ہوا گیا جیسا کہ مسٹر نقوی کے بیان سے بھی واضح ہوتا ہے۔ اور لاہور میں جو طلباء کا مظاہرہ ہوا اس کے متعلق بھی سول اینڈ ملٹری گورٹ کی رپورٹ کے مطابق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایسے لوگ مظاہرہ کی راہ نمائی کرنے والے بھی دیکھے گئے جو نہ تو طالب علم تھے۔ اور نہ کسی اور طرح

تعلیمی معاملات سے تعلق رکھتے تھے۔ بہر حال یہ حادثہ اس لحاظ سے بے حد دردناک ہے کہ اس کا تعلق طلباء سے تھا۔ اس میں اربابِ عمل و عقیدت کی طرف سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ ان کی اہمیت اس وجہ سے بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ کہ ایسا معاملہ شروع ہی سے اس طرح حل نہیں کی گیا۔ کہ کسی بیرونی عنصر کو اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملتا۔ شاید یہ غلطی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ اس مکان کو زیرِ غور نہیں رکھا جاسکا۔ اور سہل انگاری سے کام لیتے ہوئے خیال کیا گیا کہ یہ نہیں یہ معاملہ معمولی سا ہے۔ آپ ہی طے ہو جائے گا۔ حالانکہ اربابِ حکومت کو چاہیے کہ وہ موجودہ غیر معمولی حالات کے پیش نظر ہر معاملہ کو غیر معمولی جو کسی اور دور اندیشی سے سرانجام دیں۔ حتیٰ الوسع کوئی ایسا رخ نہ دہنیں۔ جس سے نظم و ضبط کے احاطہ میں آنا اور اتریں گھسنے پائے۔ ہمیں تو قہر رکھنی چاہیے کہ اس حادثہ کا پیمانہ سے سبق لیا جائے گا۔ اور بچوں کی یہ دردناک قربانی ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ اور ہم آئندہ ایسے معاملات میں زیادہ حزم و احتیاط اور دور اندیشی سے کام لینا سیکھیں گے۔ دوسری طرف اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ احتجاج میں بھی حدود کے اندر رہنا ہی بہترین طریق کار ہے۔ اسلام کسی ایسے طریق کار کی حمایت نہیں کرتا۔ جس کے نتیجے میں فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں۔ پاکستان میں جو اسلامی اخلاق کا نمونہ پیش کرنے کا دعویدار ہے۔ مطالبات منوانے کے ایسے تمام طریقے ناجائز سمجھے جانے چاہئیں۔ جو تنگی نظم و ضبط میں اتری پیدا کرنے والے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہڑتال وغیرہ طریقوں کو اعتقاداً غلط سمجھتے ہیں۔ ہم اس قسم کے پرسکون مظاہرہ کو بھی صحیح نہیں سمجھتے۔ کیونکہ خواہ پرسکون رہنے کا نکت بھی اہتمام کیا جائے۔ پھر بھی یہ امکان موجود رہتا ہے کہ شر پسند طبقے اس کو پرسکون نہ رہنے دینگے۔ جب ہم ایک ایسی منزل کی طرف قدم اٹھاتے ہیں۔ جس کو ہم جانتے ہیں کہ اس میں بہت سے اچھا غار پڑتے ہیں۔ اور راستہ پھلنا ہے۔ تو گو قدم کو کتا بھی سنبھالا جائے پھر بھی غار میں گرنے کا خطرہ ہر وقت رہتا رہا

اس لئے دور اندیشی کا تقاضا یہی ہے کہ اس راستہ کی طرف ایک قدم بھی نہ اٹھایا جائے۔ اسلام میں شرائشہ زیادہ تر اس لئے حرام کی گئی ہے۔ کہ آدمی حد اعتدال کے اندر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ایک گھونٹ کی ایک قطرہ بھی حرام ہے ورنہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ سے کہ بدنام کننا اہل خود را غلط است لیکن اسے شہ ز صحت ناداں بدنام بات یہی ہے کہ انسان کی نادانی بہت آسانی سے چھل جاتی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس چیز کو نہ چھپرا جائے۔ جس سے انسان کی نادانی آسانی سے چھل جاتی ہو۔ اس طرح فتنہ کو بھی اگر غصوڑا سا رخ مل جائے تو وہ آسانی سے پھیل جاتا ہے۔ جب معلوم ہے کہ آگ پھیل سکتی ہے تو کوئی عقلمند روٹی کے ڈھیر کو دیا سلائی اسلئے نہیں دکھائیگا۔ کہ دیا سلائی کا شعلہ ذرا سا تو ہے اتنے سے کیا ہوگا۔ مگر جب یہ ذرا سا شعلہ روٹی کے ڈھیر کو لگ جاتا ہے۔ تو آناً فاناً تمام ڈھیر شعلہ بن جاتا ہے۔ پھر پھنکائے کیا ہوتا ہے۔

اس لئے اگر دہلے اسلام احتجاج کے ایسے تمام طریقے بھی غلط ہیں جس سے فتنوں کا آغاز ہو سکتا ہے۔ اور قرآن کریم میں فتنہ کو قتل سے زیادہ سخت کہا گیا ہے۔ اس کی تصدیق اس حادثہ سے ہوتی ہے۔ جو کراچی میں ہوا ہے۔ پاکستان کا دنیا میں روزِ قتل ہوتے ہی رہتے ہیں۔ بیشک ہر انفرادی قتل ہولناک ہوتا ہے۔ مگر جس طرح کراچی میں ہوا ہے۔ اس سے ایسے انفرادی واقعات کو کیا نسبت ہے؟ یہ کام دراصل ٹٹا کا ہے۔ کہ وہ قوم میں صحیح اسلامی اخلاقی اقدار کا اجاگر ہیں اور تمام طبقات کو نظم و ضبط کے اسلامی بنیادی اخلاق آج بھی پورا پر کار بند ہیں۔ میں مگر انہوں سے ہمارے بڑے بڑے علماء اپنے اصل کام کی طرف توجہ نہیں دیتے مگر دوسروں کے کام میں خلل ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اگر ہمارے علماء ملک میں اپنی سوسائٹی سے آئین پسندی کا جذبہ ہی پیدا کر دیں۔ تو یقیناً وہ پاکستان ایسی اسلامی حکومت کے قیام و استحکام کے لئے بے نظیر کام کر کے دکھادیں۔ ایسی ایک عادت اگر پاکستان کے مسلمانوں میں راسخ ہو جائے۔ تو ہم نہ صرف تمام دنیا کو اسلامی اخلاق کا نمونہ دکھا سکتے ہیں بلکہ پاکستان ایک نہایت متمکن اسلامی ملک بنا سکتے ہیں جس کو کوئی وقت بھی جھکا نہیں سکتا۔ ذرا اگر نہ نہیں پہنچا سکتا۔

معیار زندگی

مسٹر کلیمزٹ۔ ایڈیٹور سابق وزیر اعظم پاکستان

اور برطانوی لیبر پارٹی کے لیڈر نے انگلینڈ میں چھ ماہ ایشیائی سوشلسٹ کانفرنس میں حصہ لینے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ایک بیان میں فرمایا ہے کہ "آج دنیا ایشیا اور یورپ کے درمیان پر امن تعاون کی سخت ضرورت مند ہے۔ ایشیا میں اس وقت لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا معیار زندگی نہایت ہی گھٹیا ہے۔ اور اگر یہاں کی خواہیدہ طاقتوں کو بیدار کر دیا جائے تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ اگر ایشیا میں یہی میل دہنا رہے۔ تو یورپ کے لاکھوں کارکنوں اور مزدوروں کے بیکار ہوجانے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ ان کے مصروفیت کی لچکت زیادہ تر ایشیا ہی میں ہے اگر دونوں براعظم عوامی زندگی کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ایک ہی تصدیقین کو سامنے رکھ کر کام کریں۔ تو بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ امن ناقابل تقسیم ہے۔ اس طرح خوشحالی بھی ناقابل تقسیم ہے۔ یعنی امن پر تو سب کے لئے اور خوشحالی پر تو سب کے لئے

جہاں تک بیان اور خیال کا تعلق ہے۔ مسٹر ایڈیٹور کا یہ بیان نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ مگر حقیقت سے بہت دور ہے۔ امن اس لحاظ سے تو بے شک ناقابل تقسیم معلوم ہوتا ہے۔ کہ مغربی پالیسیاں جب جنگ کا آئینہ روشن کرتی ہیں۔ تو مشرق کو بھی ساتھ ہی جھلسا بڑھتا ہے۔ مگر خوشحالی بلاشرکت غیر تقسیم ہی کی ملکیت ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ بد امن کے ایام میں بھی بد امنی کا سارا نقصان تو ایشیائیوں کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اور اہل مغرب اس وقت بھی خوشحالی کے آغوش میں مزے اٹھاتے ہیں۔ مسٹر ایڈیٹور کا یہ بیان ان مغربی اقوام کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے جو ایشیا کی لوٹ کھسوٹ سے اپنی خوشحالی قائم رکھنا چاہتی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ سب تک معیار زندگی کا نظریہ نہ بدلے گا۔ اس وقت تک امن نہ مغرب میں ہو سکتا ہے۔ اور نہ مشرق میں اور خوشحالی بھی بغیر امن کے چرکتہ ممکن نہیں۔ اس لئے موجودہ حالات میں یہ بھی ناپاکی رہے گی۔ آج کل ہم معیار زندگی کو صرف اقتصادی نقطہ نظر سے جانچنے پر مہم ہیں۔ اخلاقی اقدار بے حقیقت ہو چکی ہیں۔ مگر سب تک مغرب و مشرق میں اخلاقی اقدار کا احیاء نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک زندگی کے معیاروں کا توازن قائم نہیں

(باقی دیکھیں صفحہ ۲ پر)

غور و فکر کی عادت قومی ترقی کیلئے نہایت ضروری ہے

از معصوم حمید قریشی

دقت ہم کو ایک ایسے مقام پر لے آیا ہے یا ہم نے زمانہ کو ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے۔ جو ایک ارفع مقام ہے۔ نئی نوع انسان کی ترقی جو ہزاروں سال سے جاری تھی آہستہ آہستہ انسان کو اس قدر چنی عروج پر لے گئی کہ اگر ہم پلٹ کر دیکھیں تو ہمیں اپنا پچھلا زمانہ اندھیروں اور گہرے غاروں کی گھوٹا ہوا نظر آتا ہے۔ نہ صرف سائنس کی ایجادات بلکہ زندگی کے ہر شعبہ ڈاکٹری، طبیعیات، ذراعت ہیئت غرض ہر پہلو سے انسان کے ذہن نے اسے بلند یوں کی طرف جھانکے ہیں۔ وہ ان کی اور ان کی اسلحہ جاری ہے۔

یورپ کی ایجادات نے ہمیں کس طرح ہر شعبہ میں مدد دی۔ ریل، ہوائی جہاز، ٹیلیفون، ٹار، ریڈیو، ٹور، سائیکل، دیا ریلٹی، بیٹری، گھنٹے کا قلم وغیرہ دراصل ہم زندگی میں ہر چیز کے محتاج ہیں اور موجودہ دور میں سبھی ایجادات سے گناہے گناہے کش ہو کر زمانے کا ساتھ دینے کے ناقابل ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایجادات کون کرتا ہے۔ اور جو ملک ان ایجادات میں دخل دیتے یا استعمال کرنے کی طاقت و جرات نہیں رکھتے ان کی کیا یوزین ہے۔ یہ خیال رہے کہ ایجادات کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک کو یکساں توہین بخشی ہیں اور ہر انسان ذہن اور سوچ سے کام لے کر اپنی ایجاد کو بہتر بنا سکتا یا نئی چیز بہتر ایجاد کر سکتا ہے۔ اور جو لوگ یا ملک ان ایجادات سے فائدہ نہیں اٹھاتے یا فائدہ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ دنیا انہیں کمزور اور ناقابل اعتنا سمجھتی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح پیچھے بیان کیا گیا ہے۔ کہ زمانہ اس قدر بلند یوں پر جا پہنچا ہے کہ ہمیں اپنا ماضی اندھیروں اور گہرے غاروں میں گھوٹا ہوا نظر آتا ہے۔ جن ملکوں کے سردوں پر نئی نئی ایجادات کے سہرا ہیں۔ وہ نہ صرف معزز بلکہ طاقتور سمجھے جاتے ہیں۔ اور جو ملک ان ایجادات کو اٹھا کر بیٹے ہیں۔ وہ خود کھیل اور زندہ رہنے کے لائق سمجھے جاتے ہیں۔ مگر جو ملک بالکل دوسروں کے محتاج رہ جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے اندھے کی ہے۔ جسے پکڑ کر جہاں بٹھا دیا جائے۔ وہیں بیٹھا رہے۔ اور درحقیقت جسے جینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

انسان پر اللہ تعالیٰ نے دو خالص ڈبے ہیں جو حقوق اللہ اور حقوق العبادہ کے ناموں سے موسوم اور جن کے سعلق آخرت میں سوال کیا جائے گا۔ کہ ہم ان ہر دو فرانسوں سے کس حد تک جلدہ برآ ہوئے ہیں۔ جہد خیر تک اور ان کے قبل کے بادشاہوں نے حقوق العبادہ کے سلسلہ میں کونیں نہیں اور سر نہیں

بنوائیں۔ سرگور کے کنارے دوخت لگوائے۔ لیکن اب جب کہ زمانہ روشنی سے جگمگا اٹھا ہے تو یہ نئے نئی ایجادات اور علم کے ذریعہ حقوق العبادہ کے فرض کے اس پہلو کو ادا کرنا شروع کیا۔

کیا ایک انسان کی حیثیت سے ہمارا اچھا یہ فرض نہیں کہ ہم بھی انسانیت کے ذریعہ اور اس کی سہولت کے لئے کوئی نیک کام انجام دے جاویں۔ سرت سمجھوئے یہ ہمارا فرض ہے اور ایک روز اس کے سرفور ہم سے بھی پوچھا جائے گا۔ اس روز کے لئے اچھی سے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔

اس سلسلہ کا آغاز سوچ و فکر اور غور و تدبر ہی سے ہو سکتا ہے۔ ہمیں اپنے اندر سوچ کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اس وسیع دنیا میں اپنی زندگی میں ہم راستہ چھتے ہوئے بہت کچھ دیکھتے ہیں۔ انہیں اپنی نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے۔ دیکھ کر فراموش نہیں کر دینا چاہیے۔ بلکہ اس کی حقیقت۔ اس کی حالت اور اس کی حیثیت کے متعلق ضرور سوچنا چاہیے۔ اور اس لئے کہ ہر سوچ اور تدبر دراصل سمجھ اور شعور کی راہیں پیدا کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی کئی مرتبہ ناز و دلچسپی ہیں کہ اپنے اندر سوچ کی عادت ڈالو۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کرتے کرتے تنگ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ نشانات تو کھلے ہوئے ہیں۔ مگر عقلمندوں کے لئے فکر کرنے والوں کے لئے۔ شعور رکھنے والوں کے لئے گویا اگر کوئی ذرا بھی عقل سے کام لے اور غور و فکر کی عادت ڈالے تو اسے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں۔ جو بات اب انہیں عجیب یا نئی معلوم ہوتی ہے ذرا سے غور و تدبر سے واضح اور آسان ہو سکتی ہے۔ مگر وہ خود غور نہیں کرتے۔ اور انہیں کہتے ہیں کہ تمہاری باتیں ہمارے سمجھ میں نہیں آتی۔

سوچ اور تدبر۔ سمجھ اور شعور کی راہیں پیدا کرتی ہے۔ اسکے ثبوت میں ہمارے سامنے سابقہ امثال ہیں۔ حضرت بدھ اپنا زندگی کا ایک حصہ نہایت امن و سکون سے آرام و آسائش میں گزارتے ہیں اور ان کے بعد جب وہ عوامی زندگی میں آتے ہیں تو وہ اللہم آسائش سے وہ آج تک اختیار کئے رہے تھے۔ موقوفہ پاکر غور و فکر کی راہوں میں گھوم جاتے ہیں اس عام سادہ اور گہرے اور اجائے دکھ اور خوشی کے فلسفے کو سوچ سوچ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور یہی پریشانیوں اور سوچ و تدبر ہمیں خدا تک سے جاننے کا موجب بن جاتی ہیں۔ حضرت مومے کو دیکھئے۔ اپنی

قوم پر حاکموں کی طرف سے روا ہونے ہوئے علم ایک مدت تک انہوں نے انکھیں دیکھی اور دل محسوس کرتا رہتا ہے۔ اپنی قوم کی فلاح اور دولت کا احساس اور وہ دانیوں پریشان رکھتا ہے اور آخر یہی پریشانی اور سوچ انہیں اپنی قوم کو نجات دلانے کے لئے لے آتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی مثال جتنا اچھے ہے بہت بت پرست مابول میں رہ کر آپ سوچتے ہیں کہ ہمارا آقا کون ہو سکتا ہے۔ ہمارا موجود کون ہو سکتا ہے۔ ہمیں کون پیدا کرتا مادتا۔ کھلتا اور کھاتا رکھتا ہے۔ آقا کو پہچاننے کی جستجو آپ کو ستاندوں تک لے جاتی ہے۔ چاند کے ارد گرد پھرتی ہے۔ سوچ کے متعلق احساس دہاوتی ہے اور یہ پریشانی اور سوچ آخر آپ کو ستاندوں اور چاند سورج کے آقا کے ناموں میں ڈال دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتوں ہمارے سامنے ہیں۔ آپ غریبی اور تنگی کے دور سے ابتر تھے اور اپنے ارد گرد ایک گھناؤنا۔ مکروہ اور ظالم ماحول پائے ہیں۔ چنانچہ کو علم کا مذوق اڑاتے دیکھتے ہیں آپ اس ماحول سے متنفس ہوتے ہیں پاک طبیعت موجود عقائد پر یقین نہیں کرتی اور آپ غور و فکر کی دنیا میں گھوم جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ اپنا نور ظاہر کر کے آپ پر دوڑتی جہان کے جلوے کے دروازے کھول دیتا ہے۔

سوچ سے سب سے بڑا فائدہ جو ہمیں برتنا ہے۔ وہ سمجھنا ہے۔ ہر وقت سوچنے والا اور غور و فکر کا عادی انسان سطحی انسان نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہر وقت کی حقیقت جاننے کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے اور وہی بے تابی اسے زمانے کی فضولیات سے بے خبر رکھ کر چہرے پر سمجھنے کی لکیریں پھیلا دیتی ہے زمانہ کے شور و شر اور آؤموں پر کہ ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر پاتے بلکہ بہت کچھ ضائع ہی کرتے ہیں۔ یہ ہنگامے دقت۔ دولت اور سب سے بڑھ کر ہمتا اور اخلاق کو ضائع کرتے ہیں۔ مگر سوچ جو سمجھنے کا پیدا کرتی ہے اور سمجھنے کی جو عادت دلاتی ہے۔ ہمیں بہت کچھ سمجھانی ہے۔ زمانہ کے تجربات۔ حادثات کا انجام۔ منہنگاموں کی حقیقت اور جینے کا مقصد سمجھنے کا تعصب نہیں پیدا ہونے دیتا۔ اور انسان کو وہ دوس بناتی ہے آج مذہب کی جنگ کا باعث بنی ہو گیا اور تعصب ہے اگر تعصب اور بدگمانی کی جگہ سمجھنے اور غور و فکر کو دیا جائے تو مذہب کے تنازعات بہت حد تک سچ جائیں۔

برسات میں گھٹائیں گھرائی ہیں۔ بادلوں گرجنے اور برسنے لگتا ہے۔ بجلی چمکتی اور کڑکتی ہے۔ سب اسے دیکھتے ہیں اور کوئی غور نہیں کرتا کہ آواز بادل کی چیر ہے۔ کیلے اور کہاں سے آتا ہے بجلی کی ہے اور کیسے چمکتی ہے۔ بادل برستے برستے رک کیے جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھتا ہے کیا تم بادل کی طرف نہیں دیکھتے۔ کہ یہ کس طرح پیدا کیا

گیا۔ اسے کیسے بلند یوں کی طرف اٹھایا گیا۔ پہاڑوں سے کیسے ٹکرایا گیا۔ اور زمین کو کیسے زندگی بخشی گئی (غافلہ) لیکن ہم نے جو بھی سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

دلدار آتا ہے۔ زمین پھٹ جاتی ہے۔ جنگلی زمین میں دبا جاتے ہزاروں برس کا زمانہ دن پر گزرتا جاتا ہے۔ ددختوں کی کڑھی اندر ہی اندر جگہ پختہ بن جاتی ہے۔ کہ آپ نے کبھی اس پر غور فرمایا یا اور جب ہم بھی اسی زمانہ کی پیداوار ہیں تو کیوں نہ ہم بھی اس بڑھاپے سے متاثر ہوں۔ اور اپنی زندگی کی آخری سالوں میں اپنے شعور اور غور و فکر کا ثبوت دے کر کچھ ایسا بیزیر بنے نقاب کر جائیں۔ جن سے اچھا تک یہ نوع بے خبر ہے۔ کیا یہ صرف امر بیکار اور دوسری کا حق ہے کہ وہ ایجادات کریں اور دنیا کو محتاج بنائیں۔ کیا اسی غلامی میں بھی دماغ اور سوچ عطا فرما کر۔ ضابطہ حیات و قرآن کریم بھیج کر ہمیں نہیں لہا کہ تم بھی کچھ حاصل کرو۔ تو پھر ہم کیوں کسی سے پیچھے ہیں۔ کیوں نہ ہم بھی اپنا فرض پورا کریں۔

ہم نے کبھی یہ غور کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ کہ ہم کیوں سوتے ہیں۔ بھوک کیوں لگتی ہے اور باقوں کو چھوڑنے (تنا بھی نہیں سوچا کہ اسل مہنے دھنو کا کیوں حکم دیا ہے۔ مگر اس میں کیا حکمتیں ہیں اور ہم دھنو کیوں کرتے ہیں۔ وہی پاکیزگی تو سناڑ پیدا کر ہی لے گی۔ دھنو سے کس حد تک جسمانی پاکیزگی ہو جائے گی آخر میں ضرورت ہی کیا ہے کہ ہر بات کو سوچتے پھر ہم دوز چھتے ہیں۔ چھتے وقت ٹانگوں کے ساتھ ہمارے دوزوں بازو بھی اٹگے پیچھے کو حرکت کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟ ہم نے کبھی اس پر غور نہیں کیا۔ یہ بھی بھلا غور کرنے کی بات ہے۔ اگر ہمارے ہمارے جسم کا وزن قائم رکھنے کو۔ ٹانگوں کی تھک دور کرنے کو اور رفتار میں ہلکا سا اضافہ کرنے کی تیزو کی طرح ہوا میں اٹگے پیچھے چلتے رہتے ہیں تو چھتے دیں۔ ہمیں اس سے کیا۔

دراصل ہی چھوٹی چھوٹی باتیں بڑے بڑے مراحل کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں۔ اگر ہم ان کو معمول جان کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ تو سخت غاشی کرتے ہیں۔ یہی نئی نئی سوچیں ہیں غور و فکر کے گہرے سمندر میں سے جاسکتی ہیں۔ آپ ہر بات کو سوچئے۔ اپنے تجربات کیجئے۔ اور کوئی نظریہ قائم کیجئے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ ایک بات پر غور کر کے اور تجربات کے بعد جو نظریہ پیش کرتے ہیں۔ وہ ضرور صحیح ہو۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ کو اپنے نظریہ کی صداقت کا یقین نہیں آپ غور و تدبر کے سلسلہ کو اور بلند کر دیجئے۔ آپ جب تجربات کے بعد ایک نظریہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ تو آج آپ دلائل تو دیں گے۔ آپ کے دلائل اور نظریہ کو دیکھ کر کئی دماغ آپ سے متفق ہوں گے۔ کئی مخالف مخالف دماغ آپ کے تجربے اور نظریہ کی صداقت جاننے (باقی صفحہ پر)

مسلمانوں کی نیکبختی کے ذمہ دار ہمارے علماء کرام ہیں

(۲)

انتقال از سالہ الحجاب مورخہ ۵۴ اپریل ۱۹۵۳ء
نوسٹ۔ ہر روز ہی نہیں کہ اداہ مضمون نگار سے ہر بات میں متفق ہو۔

اس کے بعد دوسری جماعت کا نمبر آتا ہے جس کا کام وعظ بیان کرنا ہے۔ اگر ان لوگوں نے مذہب کو کمائی کا ذریعہ بنا لیا تو یہ سب کو کام کر سکتے تھے۔ لیکن جب عقیدت پر کے ذریعہ کچھ نفع حاصل کرنے کی توقع ہو تو جاہل رہے۔ کہ وہ غلط یا مقررہ اس بات کا خاص طور سے خیال رکھتا تھا۔ کہ وہ جو کچھ کہے۔ سامعین جو زیادہ تر جہلا و اور عوام ہوتے ہیں ان کے پسندیدہ خیالات و عقائد کے خلاف نہ ہو۔ خواہ یہ خیالات و عقائد کتنے ہی گمراہ کن کیوں نہ ہوں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ عوام الناس کے جذبات کو مخاطب کرنے کی غرض سے اور ان میں مقبولیت حاصل کرنے کے ارادہ سے وہ ان کی عجائبات و بدیہات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور مذہب کا ایسا تصور ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو ان کے توہمات سے فریب تر ہے۔ یہ آپ کسی داعی کو مجمع کے سامنے اس قسم کی تقریر کرتے ہوئے بہت کم سنیں گے جس کا مقصد ان کو عمل کی طرف راغب کرنا اور یہ بتانا ہو۔ کہ نماز۔ روزہ اور جملہ عبادت کا مقصد و مقصد متہمنا نیک عمل کی زندگی بسر کرنا انصاف و دیانت و اداری اور اخلاقیات سے مل جل کر رہنا اور تقویٰ و ندامت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے۔ اور اگر تمام عبادت کے باوجود لوگ جھوٹے۔ مکار و بد معاملہ اور گنہگار ہوں۔ تو عبادت کا اصل مقصد نیت ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف آپ انہیں اور اولاد و طاقت کی نفسیتوں پر نصیحت و تبلیغ تقریر کرتے سنیں گے اعمال کی اصلاح کا تذکرہ آپ ان کی زبان سے بہت کم سنیں گے۔ غرض یہ لوگ مذہب کا وہ تصور پھیلاتے ہیں۔ جس سے بد عمل اور وجود کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ ہے کہ عوام اور جہلا کے نزدیک مذہب کا مفہوم مندرجہ خویش اور نماز روزہ پر سیکائی طور سے عمل کرنا ہے۔ ان کے خیال میں نفس اعمال کی اصلاح سے مذہب کو کم و اوسط ہے۔ بلکہ وہ مراسم و عبادت اور وظائف کا ایک مجموعہ ہے۔ اس لئے وہ عظیم کو مذہب کے اس تصور کی پاس داری کرتا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر وہ مذہب کو اس کی حقیقی شکل میں پیش کریں۔ اور عوام میں عمل کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تو شاید ایک مرتبہ کے بعد دوسری بار ان کو وعظ کرنے کے لئے دعوت کیا جائے۔ اس صورت میں انہیں نظر کرنا کہ اگر یہ کہاں سے بیٹھا۔ ہر روز وہ بلا و کون کھلائے تھا۔ مذہب کو کمائی کا ذریعہ بنانے سے یہ تمام بوجھیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے بعد شایع عقائد اور پیروں کی کثیر تعداد جماعت سامنے آتی ہے جس نے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت کو اپنے قبضہ اثر میں لے رکھا ہے۔

یہ ان صوفیائے کرام و بزرگوں کی اولاد یا جانشین ہیں۔ جنہوں نے اپنے من کے ذریعے اپنی مثال کے اثر سے اور اپنی طلب و نظر کی طہارت سے مسلمانوں میں ایمان و یقین کی روشنی پھیلائی۔ اور پیروں کو دولت و سلام سے مالا مال کیا۔ طریق بیعت و ارادت کا جو حقیقی مقصد ہے۔ اس سے کسی مسلمان کو اختلاف کی چیزات نہیں ہو سکتی۔ خود اپنے لئے قرآن پاک میں ہدایت فرمائی ہے۔ کہ نیک اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کر دو۔ کہ لوگوں مع الصالحین) کہ جماعت میں مذہب کی حقیقی روح اس وقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جب اس میں ایسے افراد موجود ہوں۔ جو اس روح کو اپنے عمل میں محبت کرتے ہوں۔ اور اپنی شخصیت کا اثر و سوز پر ڈال کر انہیں اس روح کا عمل منظر بنا سکتے ہوں۔ اور یہ اسی بات پر ہوتی ہے۔ کہ ان اثر آفرین شخصیتوں سے اتصال پیدا کریں۔ ان کی قوت حاصل کریں۔ اور ان کی صحبت اور رفاقت میں اپنا زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں۔ یہ ہے بیعت کا اصلی فلسفہ۔ لیکن جو طرح مذہب کے اور شعبوں میں اصل حقیقت منحرف ہو چکی ہے۔ اور صرف ظاہر کا نظر فریب پروردہ اعلیٰ کے چہرہ کو چھپائے ہوئے ہے۔ اس طرح یہاں بھی حقیقت حال کچھ اور ہے۔

ارشاد و ہدایت کا یہ کام جو لوگوں کو پاک اور سیدوں کو منور کرتا تھا۔ اب معاشرہ کا ایک اور وسیلہ اور آواز بن گیا۔ ذریعہ ہو گیا ہے۔ اب پیروں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے عمل و کردار کی ذمہ داری اس منصب کے اہل ہوں۔ بلکہ ان کا کسی ولی یا بزرگ کی اولاد ہو یا کسی مشہور و فاضل سے تعلق رکھتا ہی اس بات کی ضمانت ہوتا ہے۔ کہ وہ اس ارشاد و ہدایت کو خاطر خواہ طریق سے انجام دیں۔ چنانچہ جب کوئی پیروں کا باجائز ہے۔ اس کے بعد اس کی اولاد خود بخود اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اور پیروں کی ارادت و عقیدت کا رخ اپنے منہ پر مرکب ہو جاتا ہے۔ اور وہ کی طرف بوجھتا ہے۔ سو یا اس منصب کی اہلیت ذاتی انتساب اور جہد و عمل سے نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ وہ ایک طرح کی مقدس امانت ہے۔ جو باپ کے بعد اس کے بیٹے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ کہ نفوس پر قبضہ و قلوب کی قوت کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو عمل صالح اور باہندی شریعت کے بغیر نسل در نسل باپ سے بیٹے کو وراثت میں ملتی ہے۔ اور یہ بات ممکن ہے۔ کہ یہ شخص نے عمل صالح اور مجاہدہ نفس کے ذریعے سے اس منصب کی اہلیت پیدا کی ہو۔

لیکن اہل کابیشان صفات سے تعلق ماری ہو۔ جنہوں نے باپ کو اس کا اہل بنا لیا تھا۔ لیکن اب یہی چیز وراثت کا ایک حق بن گئی ہے۔ اور پیروں کو اپنے منہ کے اپنی عقیدت مندوں کو مرشد کے بعد اس کے بیٹے یا پوتے کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ اس پر اسے سلسلے میں کوئی امر الفتنہ کی حقیقت نہیں بھی نظر نہیں آتی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مریدوں کی جماعت پر مرشد کے ذہن صحبت سے اپنے اطلاق و اعمال کی اصلاح کرتی۔ لیکن آج کل یہ کافی ہے۔ کہ کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے اس کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ منقرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول و سنہ کی پیروی کرنے کی زیادہ سے زیادہ چند وظائف اور دعائیں مرید کو سکھادی جاتی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ زندگی کی بہت سی مشکلات خود بخود حل ہو جائیں گی۔ یہ وظائف اور دعائیں مرید کے لئے جملی کا پروردگار ہیں۔ ان کو پڑھتے پڑھتے سچی و خوشی اور اصلاح اعمال بے ضرورت ہو جاتی ہے۔ مریدین کے اعمال پر مرشد کی کوئی گرفت نہیں ہوتی۔ بیعت کے وقت مرید سے چند ایک رسمی وعدے لے لئے جاتے ہیں۔ کہ وہ شریعت کے احکام کی پابندی کرے گا اور مذہبی ذرائع سے منہ نہ موڑے گا۔ لیکن اس کے بعد مرشد کو خبر تک نہیں ہوتی ہے۔ کہ مریدین اس عہد کو پورا بھی کر رہے ہیں یا نہیں۔

ان پیروں کی رعوت و نخواست۔ ان کی سب سے بڑی شناخت ہے۔ کہ جب مریدوں کے جم غفیر میں کسی پیر صاحب کو دیکھئے۔ تو اس پر معلوم ہو گا۔ کہ کوئی زشتہ بھی اچھی آسمان سے آ رہا ہے جس کا مرتبہ عام انسانوں سے بجا رہتا ہے۔ ان کا دربار کسی بادشاہ کا دربار معلوم ہوتا ہے۔ جہاں مریدین گردنیں جھکائے عقیدت کا سرخم کئے ہوئے پیر صاحب کے اشارے کے منتظر ہوتے ہیں۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی ہے۔ کبھی کبھی کوئی مرید جسے زیادہ ترقی حاصل ہوتا ہے۔ سلسلہ فقہ و شریعت شروع کرتا ہے۔ اور پورا مجمع اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کا طرز عمل جو جنوروں رسالت مآب کی امت کی رہنمائی کرتے آئے ہیں۔ وہ یہ خیال ہے۔ کہ ان کے دربار میں کسی قسم کا فرق مراتب نہ ہو۔ شخصیت پرستی کا کوئی نشان باقی نہ رہے اپنے اصحاب کو منع فرماتا ہے۔ کہ وہ حضور کے تشریف لاتے وقت کھڑے نہ ہوں۔ اگر یہ یہ تھی مہارت کی سیرٹ جس کی تعلیم امت کے پہلے ہادی نے دی تھی۔ شاید ہمارے مشائخ عظام و مرشدان کرام اپنے تئیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزت و عظمت کا مستحق خیال کرتے ہیں۔ ایسے مرشدوں کی کثرت ہے۔ جن کا روحانی فیض صرف دولت مند

مریدین کے لئے ہے۔ اور کسی فریب مرید کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی وہ مارنا خیال کرتے ہیں۔ تعجب کی بات یہ نہیں ہے۔ کہ مرشدوں اور مشائخوں کے یہ اطلاق اور اعمال ہیں۔ تعجب اس بات پر ہے۔ کہ مسلمان سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی شخصیت پرستی کے دام میں اس بڑی طرح گرفتار ہیں۔ کہ اس سے نکلنا روز بروز ان کے لئے دشوار تر ہوتا جاتا ہے۔

ہمارے علماء کی ایک بڑی سبب و غریب ذمہ داری ہے۔ کہ جس سے مسلمانوں کی جماعتی زندگی کو ہمیشہ آسودہ رکھنا پڑا ہے۔ کہ وہ خود فریبی یا ذہنی اصلاح کا کوئی قدم نہیں اٹھاتا چاہتے ہیں۔ اور نہ مسلمانوں کی معاشرتی تعلیمی اور معاشی ترقیوں کا علاج سوچتے ہیں۔ لیکن جب دو سو برس تک اس قسم کا کوئی کام شروع کرتے ہیں۔ سو وہ خود ان کی راہ میں آجاتے ہیں۔ اور نہ ہی نقطہ نظر سے ان پر طرح طرح کے اعتراض و اذیتوں کو سہہ لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ عوام ان لوگوں سے بے وطن ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی تشریح کی ہوئی تحریکات پیچھے نہیں پاتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ علماء کرام جو اعتراضات ایسی تحریکوں پر وارد کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر یہ تشریح ہی نقطہ نظر سے صحیح پر مبنی ہوتے ہیں۔ لیکن اولادوں کی کوئی تحریک ایسی نہیں ہوتی ہے۔ جس میں کمزوریوں اور نقائص کی نظر اندیشی نہ ہو۔ اور اگر جماعتی مسائل میں اس نقطہ نظر کو پیش نظر رکھا جائے۔ کہ کوئی اصلاحی تحریک اس وقت تک سرسبز نہ ہونے دی جائے۔ جب تک اس میں نقص و خرابی کا کوئی پہلو اور خطرہ کا کوئی امکان باقی ہے۔ تاہم پھر میں قیامت تک اپنی عملی قوتوں کو منظر رکھنا چاہئے گا۔ وہ دم جب کسی تحریک میں کوئی کمزوری یا نقائص نظر آئے۔ یا اس کی وجہ سے اجتماعی زندگی کا کوئی پہلو خطرہ کی زد میں آجاتا ہو۔ تو علماء کا فرض یہ نہیں ہے۔ کہ وہ اس کی مخالفت میں شور و غوغا مچا لیں۔ اور ایسے سبب بھریں اس پر تنقید کریں۔ جس کی وجہ سے اس تحریک کی جانب سے بدظنی پھیل جائے۔ بلکہ صحیح طریقہ عمل یہ ہے۔ کہ دوستانہ مشورہ اور ہمدردانہ تنقید کے ذریعہ بائیں تحریک پر اس کی کمزوریاں نقائص اور خطرات کھول دیں۔ تاکہ اگر وہ مخلص ہوں۔ تو ان مقاصد کی اصلاح کر لیں۔ (ربانی)

ولادت۔ ۱۰ جنوری ۱۹۵۳ء میں صاحب آئے آپ کی ولادت تعلق نے اپنے فضل سے پہلا اور کا عطا فرمایا۔ یہ صاحب کرام و اعزاز مائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔ اللہم آمین

۲۰۰۰ خاں کو احمد تعلق نے اپنے فضل سے پانچواں اور کا عطا فرمایا ہے۔ صاحب کرام نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۰۰۰ خاں کو احمد تعلق نے اپنے فضل سے

سپین کی سرزمین میں اللہ تعالیٰ نے ہم کے ذریعے آج پھر غلبہ اسلام کی بنیاد رکھی ہے

امریکہ میں احمدی مبلغین کی مساعی سے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں ہوتی جا رہی ہیں

انڈونیشین مسلمانوں کو عیسائیت کے حملہ سے محفوظ کرنے کیلئے ہماری کامیاب مساعی

ایک دعوت عصرانہ میں احمدی مبلغین اور امریکن نو مسلم کی تقریریں

لاہور ۱۱ جنوری۔ آج پھر سے پھر تعلیم اسلام کا بچ نال میں ایک دعوت عصرانہ کے موقع پر امریکن نو مسلم مسٹر عبدالشکور دش نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ امریکہ میں اسلام کے متعلق جو سستہ بدعتیہ غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین کے ذریعے وہ دور ہو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام بے انتہا خوبیوں کا حامل ہے۔ مگر انہوں نے اس کو عالم اسلام اس کی اشاعت کے ذریعے سے غافل ہے۔ اور صرف جماعت احمدیہ ہی دنیا بھر میں اس مقدس فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے۔

اشاعت اسلام کے مقصد کو بے کھڑی ہر ہے ہے۔ پھر سپین میں اسلام کا جھنڈا لہنے ہو گا۔

امریکن نو مسلم کی تقریر

امریکن نو مسلم جہاڑی عبدالشکور دش نے جو حال ہی میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے مرکز برہ میں شریف لائے ہیں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

امریکہ میں اسلام کے متعلق نہایت غلط نظریے پھیلے ہوئے تھے مثلاً یہ کہ اسلام بدو شمشیر جیسا دھیرہ۔ دراصل صلیبی جنگوں کا بھی ایسے غلط نظریوں کی اشاعت میں دخل تھا۔ مگر اب امریکی تاریخی دان اور محقق اس امر کو تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ اسلام کے متعلق یہ نظریے سنی برحقانہ نہیں۔ اسلام کے متعلق یہ غلط فہمیاں بہت حد تک دہان کے احمدی مبلغین نے دور کی ہیں۔ جنہوں نے صحیح اسلامی تعلیم عوام تک پہنچانے کی بے حد کوشش کی ہے

اسلام اپنے مذہبے انتہا خوبیاں رکھتا ہے۔ اور اسی نے موجودہ زمانے کی مشکلات کا حل پیش کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ عالم اسلام ان کی اشاعت کے ذریعے سے غافل ہے۔ یہ تو فین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے جو فی جماعت ہی کو دی ہے۔ کہ اسلام کی اشاعت کے لئے اس کے مبلغین چار دانگ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آخر میں انہوں نے منتظرین جلد اور سامعین کا شکر ادا کیا۔

طندونیشیا میں عیسائیت کا کامیاب مقابلہ بولانا امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ جب احمدی مبلغین انڈونیشیا کی سرزمین میں داخل ہوئے۔ اس وقت کیفیت یہ تھی۔ کہ وہاں کی اسلامی آبادی بڑی سرعت سے

یہ دعوت عصرانہ مجلس عوام لاہور سے اپنے امریکن نو مسلم جہاڑی اور جماعت احمدیہ کے دو اور مبلغین یعنی چوہدری کرم الہی صاحب ظفر مبلغ سپین اور مولانا امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا کے اعزاز میں دی تھی۔ اس میں احمدی اصحاب کے علاوہ غیر احمدی مسلمانوں نے بھی شرکت سے شرکت کی۔

چاہے نوشی کے بعد تواتر قرآن کریم سے تقریباً آغاز کیا گیا۔ عمارت کے فرائض چوہدری اسد اللہ صاحب بیرسٹریٹ لائونگ روم انجام دئے۔ سب سے پہلے محمد سعید صاحب نے مجلس عوام احمدیہ کی طرف سے معزز مہمانوں کی

خیر خواہی میں سپاس سہیل پیش کیا۔ پھر چوہدری کرم الہی صاحب ظفر مبلغ سپین۔ مسٹر عبدالشکور دش امریکن نو مسلم اور مولانا امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا نے تقاریر فرمائیں۔

تعمیر میں صبر و استقامت چوہدری کرم الہی صاحب ظفر نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسے ملک میں اسلام کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام شہزادہ بھی ہر مسلمان کا درود سے بھر جاتا ہے۔

سپین کی سرزمین میں مسلمان صدیوں سے سکون رہے۔ آج بھی وہاں کا چھپ چھپ عہد رفتہ کی اسلامی شان و شوکت کا گورہ ہے۔

گو عیسائیت کے مقابلہ میں اور نو مسلموں کی اشاعت اعمال کی وجہ سے آج وہاں اسلام مغلوب ہو گیا ہے۔ مگر اسلام ہندو تھانے کا زور مذہب ہے وہ کبھی ہمیشہ کے لئے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ

سپین میں آج پھر جماعت احمدیہ کے ذریعے سے اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور سید و صدیق اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔ چونکہ سپین کے لوگ برچکے دیگر ممالک کے برعکس آج بھی مذہب سے محبت رکھتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر بھین

رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ذریعے جو دنیا میں

عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جائیگا۔

سیرت ۱۲ جنوری۔ حکومت لبنان اور شام نے حکومت مصر کی اس تجویز کی حمایت کی ہے۔ کہ ۱۴ جنوری کو قاہرہ میں عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا جائے۔ اس اجلاس میں جرمنوں اور اسرائیلیوں کے درمیان معاوضے کے معاہدے کے متعلق پھر گفت و شنید کی جائے گی۔ ایک باوقوف ذریعے کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ مغربی جرمنی کی حکومت۔ اسرائیل کو مختلف قسم کے سامان کی صورت میں ۱۰۰۰۰۰۰ لے ڈالر بطور تاوان ادا کرنے پر مصر ہے۔ حکومت مصر نے عرب لیگ کے رکن جارج کو جو دعوت نامے ارسال کئے ہیں۔ ان میں اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ آئندہ اجلاس میں عرب ملکوں کے وزراء خارجہ خود شرکت کریں۔ کیونکہ ایجنڈے میں نہایت اہم مسائل رکھے جائیں گے (اسٹار)

عرب اقتصادی کانفرنس کا قیام ہو گا؟

قاہرہ ۱۲ جنوری۔ آئندہ مارچ میں قاہرہ کے مقام پر عرب اقتصادی کانفرنس پر انعقاد کی توقع ہے اس کے متعلق خود کرنے کے لئے مصری وزارت خارجہ کے دفتر میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اور خارجہ کے انڈر سیکریٹری مسٹر عبدالرحمن حقی مصر میں شام کے سفیر امیر مصطفیٰ الشہابی۔ انڈونیشیا کے ناظم لاہور مسٹر تائب حسین اور پاکستان کے ناظم لاہور

فرانسس پالیسی میں کسی تبدیلی کی توقع نہیں ہے۔ ۱۲ جنوری۔ سرکاری حلقوں نے باوقوف طور پر کہا ہے۔ کہ فرانس کی نئی کابینہ اپنی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گی۔ اور شمالی افریقہ کے معاملات کی باہمت کوئی نرم رویہ اختیار کرنے جانے کا امکان نہیں۔ سرکاری حلقوں کو تو یہ تھی کہ عربوں اور فرانسس کے تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔ مگر حکومت مصر نے فرانسس کی پالیسی کو قاہرہ میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر اس میں مصری سفارت خانے کی طرف سے یہ عہدہ

ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ اقدام شمالی افریقہ میں فرانسس کے لئے خطہ کی مخالفت کے باعث کیا گیا ہے۔ (اسٹار)

لیبر پارٹی کی تطہیر

بعض ارکان کو نکال دیا جائیگا لندن ۱۲ جنوری۔ برطانیہ کی لیبر پارٹی کے جن ارکان نے وی آئی کے حالیہ "امن کانفرنس" میں شرکت کی تھی۔ ان کا آئندہ چند ہفتوں کے اندر اندر پارٹی سے نکالا جانا تقریباً یقینی ہو چکا ہے۔ اب تک پارٹی کے شاکس میں پارٹی کے ۱۷ ارکان کو اس لئے رکنیت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ مقامی "امن گروپ" کے ارکان ہیں۔ جن ارکان نے آگزیٹ کے اس حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ جس میں وی آئی کانگریس میں نمائندے بھیجے یا امن گروپوں کی رکنیت کی مخالفت کی گئی تھی۔ ان کے خلاف زبردست کارروائی کی جانے والی ہے۔ کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام ارکان کو خبردار کر دیا گیا تھا۔ کہ انہیں پارٹی سے نکال دیئے جانے کا امکان ہے۔

۱۴ کی مخالفت کے باعث کیا گیا ہے۔ (اسٹار)

۱۴ کی مخالفت کے باعث کیا گیا ہے۔ (اسٹار)

۱۴ کی مخالفت کے باعث کیا گیا ہے۔ (اسٹار)

۱۴ کی مخالفت کے باعث کیا گیا ہے۔ (اسٹار)